بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہات
کھیل کی حد سے زیادہ اہمیت : خلافِ عقل وشریعت

نحمده ونصلى على رسوله الكريم امابعد

جسمانی صحت تندرستی تنومندی توانائی چستی مضبوطی اور بدنی طاقت شرعاً کئی اعتبار سے نہ صرف محمود و مستحسن ہے بلکہ بعض اوقات مطلوب بھی ہوتی ہے۔ جس کی تائید متعدد نصوص شریعہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً

(الف) قرآن مجید نے بتایا ہے کہ اللہ کریم کی طرف سے حضرت طالوت علیہ السلام کے بطور بادشاہ انتخاب پر بنی اسرائیل نے اعتراض کیا تو ان کے پیغمبر (حضرت شموئیل علیہ السلام) نے طالوت کے استحقاقِ بادشاہت کیلئے نقلی دلیل کے بعد عقلی دلیل دیتے ہوئے فرمایا:

وزاده بسطة فى العلم والجسم (سوره البقره: ۲۴۷)

اور اللہ نے اسے (طالوت کو) علم و جسم دونوں میں کشادگی زیادہ دی ہے۔

(ب) قرآن مجید نے حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک صاحبزادی کا وہ مشورہ ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بطور اجیر (ملازم) رکھنے کیلئے باپ سے کہا:

يابت استاجره ان خيرمن استاجرت القوى الامين (سورة القصص: ٢٦)

اے اباجان ان (حضرت موسیٰ) کو نوکر رکھ لیجیئے کیونکہ اچھا نوکر وہی ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔

(ج) مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

واعدوالهم مااستطعتم من قوة (سورۃالانفال: ٦٠)

اور ان (دشمنان دین) سے مقابلہ کیلئے جہاں تک تم سے ہوسکے اپنی طاقت بڑھاؤ۔

یہاں "من قوة" کا لفظ عام ہے جس میں عددی قوت، سامان جنگ کی قوت، آلات وفنون حرب کی قوت کے علاوہ جہاد کیلئے جسمانی قوت ورزش بھی شامل ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے

کہ نبی کریم ﷺ بذات خود گھڑدوڑ، نیزہ بازی اور تیراندازی کے مقابلے منعقد کرتے اور ان مقابلوں میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

(۱) صحیح بخاری (کتاب العیدین): ۱: ۱۳۰ طبع کراچی

(۲) بخاری کتاب الجہادوالسیر

(۳) مشکواۃ باب اعداد آلۃ الجہاد

(د) موسوعۃ اطراف الحدیث میں مسند احمد، صحیح مسلم، کنزل العمال، سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب حدیث کے حوالے سے حضوراکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضعیف (موسوعة اطراف الحدیث مؤلفہ محمد سعیدزغلول ج۸ص۶۴۷ بیروت)

طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور مؤمن سے زیادہ بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے۔

ان نصوص شریعہ سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ جسمانی صحت و تندرستی اور طاقت صرف مستحسن ہی نہیں بلکہ جہادودفاع کے نقطہ نگاہ سے تو واجب بھی ہے کیونکہ فقہی قواعد کی رو سے مندوب و مستحسن امر کے حصول کے ذرائع مندوب و مستحسن اور واجب امر کے حصول کے ذرائع بھی واجب قرار پاتے ہیں۔

اس تمہید کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی کھیل اگر جسمانی صحت جسمانی ورزش، جسمانی طاقت بڑھانے اور دفاع کی تیاری کیلئے ہو اور شرعی طور پر اس میں کوئی محظور چیز نہ ہو تو وہ بلا شبہ جائز اور مستحسن ہوگا۔ اگر صرف تفریح، وقت گزاری اور دل بہلانے کیلئے ہو بشرطیکہ اس میں کوئی دوسری شرعی قباحت نہ پائی جائے تو زیادہ سے زیادہ مباح ہوگا اور اگر وہ ترک فرائض وواجبات کے علاوہ شرعاً کئی دوسرے محظورات و ممنوعات کا ذریعہ بنتا ہے تو قطعاً جائز نہیں ہوگا کیونکہ شریعت کا اصول ہے۔

کل امر یتذرع به الی محظور فهو محظور (مشکواۃ ص:۱۵۶ طبع کراچی)

ہر وہ معاملہ جو شرعاً کسی ممنوع چیز کا ذریعہ بنے، ممنوع ہے۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی نے لکھا ہے جس کھیل میں جوا نہ ہو ان میں بعض حرام اور بعض مباح ہیں۔

لکن لا یخلوکل لهوغیرنافع من الکراهة لمافیه من تضییع الوقت والانشغال عن ذکراللّٰه وعن الصلواة وعن کل نافع مفید (الفقه الاسلامی

وادلۃ:۳:۵۷۱ طبع دارالفکر دمشق۱۹۸۹ء)
لیکن کوئی بھی غیر مفید کھیل کراہت سے خالی نہیں کیونکہ وہ وقت جیسی قیمتی چیز کے ضیاع کے علاوہ ذکراللہ۔ نمازاور کئی دوسرے مفید کاموں سے غفلت اور لاپرواہی کا سبب بنتا ہے۔
شطرنج کی حرمت ایک کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ ذکراللہ، جماعت اور نماز سے غفلت کا باعث ہوتا ہے۔(ابن ھمام شرح فتح القدیر:۸:۱۳۸ طبع مصر۱۳۱۸ھ)

درمختار، فتاوی شامی اور شرح فتح القدیر وغیرہ کی تصریحات سےواضح ہوتا ہے کہ کھیل فی نفسہ کوئی پسندیدہ چیز نہیں تاہم جس کھیل سے دینی یا دنیاوی کوئی معتد بہا فائدہ مقصود ہووہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع امر شامل نہ ہو۔

درمختار:۲:۶۳۰ طبع مصر
شرح فتح القدیر:۸:۱۳۸ طبع مصر
فتاوی شامی(کتاب الحظر والاباحۃ:۵:۲۷۵تا۲۸۲ طبع مصر

شرعی نقطہ نگاہ سے کھیل کی حیثیت کے بارے میں سب سے اہم اور قابل توجہ وہ حدیث نبوی ہے جسے امام بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لست من دد ولا الدد منی نہ کھیل سے میرا تعلق اور نہ کھیل میرا کام ہے۔

بیہقی:السنن الکبری:۱۰:۲۱۷ طبع بیروت
ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی:الفقہ الاسلامی وادلتہ:۳:۵۷۵ طبع دمشق ۱۹۸۹ء)

سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر۱۱۵ "افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا" (کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول اور بے مقصد پیدا کیا تھا) کی تشریح میں مولانا مودودی نے لکھا ہے:
"عبثا کا ایک مطلب تو ہے "کھیل کے طور پر" اور دوسرا مطلب ہے "کھیل کیلئے"-------
دوسر صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کیا تم سمجھتے تھے کہ تم بس کھیل کود تفریح اور ایسی لاحاصل مصروفیات کیلئے پیدا کئے گئے ہو جن کا کبھی کوئی نتیجہ نکلنےوالا نہیں" (تفہیم القرآن:۳:۳۰۳ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔

آمدم برسر مطلب، قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے مندرجہ بالا حوالہ جات عرض کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ملک عزیز میں گزشتہ دنوں کرکٹ ورلڈکپ کے موقعہ پر من حیث

القوم ہم نے جس طرز عمل کا مظاہرہ کیا اس کھیل کو جتنی اہمیت دی گئی، اس کیلئے جتنا اہتمام کیا گیا۔ اس کھیل پر بے دریغ جتنا پیسہ خرچ کیا گیا جیت کی صورت میں کھلاڑیوں کیلئے جن انعامات اور قدر دانی کا اعلان کیا گیا۔ ثقافتی پروگراموں اور پاپ میلوں پر کروڑوں کے خرچ کے علاوہ جس ہلکے پن اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا گیا پھر ذرائع ابلاغ پر مؤثر تشہیر، گیت اور جگہ جگہ کھیل سے دلچسپی پیدا کرنے کیلئے مختلف نفسیاتی طریقے بروئے کار لا کر جو فضا قائم کی گئی اور چھوٹے بڑے حتی کہ خواتین تک میں جو جنون پیدا کیا گیا بالخصوص انڈیا کے ساتھ میچ کے دن بڑے بڑے شہر دن دیہاڑے جس طرح ویران ہو گئے، بازاروں میں کاروبار جس طرح ٹھپ رہا۔ دفاتر میں فرائض منصبی کو چھوڑ کر ملازمین ٹی وی کے سامنے یا ریڈیو کان کے ساتھ لگا کر گھنٹوں جس طرح بیکار بیٹھے رہے۔ مساجد میں جس طرح ویرانی رہی، درسگاہوں میں تعلیم کی بجائے ہفتوں جس طرح کھیل کے چرچے ہوتے رہے اور جس طرح کھیل کے ساتھ دلچسپی پیدا کی گئی۔ پھر ان میچوں میں کروڑوں انسانوں کا وقت جو انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، جس طرح ضائع کیا گیا۔ اور لاتعداد افراد کی ذہنی اور جسمانی توانائیاں جس طرح ضائع کی گئیں کسی بھی اعتبار سے اس چیز کو مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کرکٹ عالمی کپ کے موقعہ پر پورے ملک میں جس قسم کی جنونی کیفیت پیدا ہو گئی تھی یا پیدا کر دی گئی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اور سب سے بڑی ضرورت ورلڈ کپ کا جیتنا ہے۔ پاکستان اگر ورلڈ کپ جیت لیتا ہے تو گویا سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ شرح خواندگی بڑھ جائے گی، اقتصادی صورت حال بہتر ہو جائے گی، افراط زر کم ہو جائے گا۔ مہنگائی ختم ہو جائے گی، بیروزگاری کا مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا۔ برآمدات میں اضافہ ہو جائے گا۔ بیرونی قرضوں کے بوجھ سے جان چھوٹ جائے گی۔ اغیار کے سامنے کشکول لے کر نہیں جانا پڑے گا۔ بجٹ کا خسارہ کم ہو جائے گا۔ دہشت گردی، تخریب کاری اور آئے دن کے بم دھماکے ختم ہو کر ملک میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔ ہر آدمی کی عزت، جان اور مال محفوظ ہو جائے گا۔ فرقہ واریت ختم ہو جائے گی۔ وڈیروں اور جاگیرداروں کے مظالم ختم ہو جائیں گے۔ غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ معاشرتی وقانونی مساوات قائم ہو جائے گی۔ لسانی گروہی اور صوبائی تعصبات ختم ہو جائیں گے۔ قانون کی بالادستی ہو گی۔ رشوت، ناجائز سفارش اور بدعنوانی ختم ہو جائے گی۔ سیاسی اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار باہمی لڑائی جھگڑے کو چھوڑ کر ملکی مفاد اور قومی ترقی وعروج کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس میں شک نہیں کہ کھیل کے میدان میں کامیابی بالخصوص اپنے ازلی حریف انڈیا کے مقابلے میں جیت قوم کیلئے خوشی کا ایک بڑا موقعہ ہے لیکن یہ حقیقت بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ قوموں کی عظمت اور کامیابی و کامرانی کھیل کے میدان میں نہیں زندگی کے دوسرے شعبوں میں کامیابی سے متعین ہوتی ہے۔ہمارے سر کرکٹ کے ایک مقابلے میں ہار جانے سے شرم سے نہیں جھکنے چاہییں بلکہ قومی شرمندگی کا اصل مقام یہ ہے کہ پاکستان دنیا کے بدعنوان ترین ممالک کی فہرست میں پہلے تین ملکوں میں سے ایک ہے۔ہماری خواندگی کی شرح جنوبی ایشیا میں سب سے کم ہے۔ ہم اپنے ہم وطنوں کو صحت، تعلیم، روٹی کپڑا رہائش جیسی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔ہمارے یہاں بااثر لوگوں کا قانون الگ اور عام آدمی کیلئے قانون الگ ہے۔

دنیا کی قیادت جن ملکوں کے ہاتھ میں ہے یا آئندہ آئے گی ان کی بالادستی کرکٹ یا کسی دوسرے کھیل کا عالمی چیمپیئن ہونے کی وجہ سے نہیں ہوگی۔قومی کامیابی کا حقیقی معیار علم سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی، معاشی اور اقتصادی عوامل اور عسکری وسیاسی قوت ہی رہیں گے۔جاپان اور جرمنی کسی بھی کھیل میں عالمی چیمپیئن نہیں۔چین کو بیس برس تک اولمپک مقابلوں میں شرکت کی اجازت نہیں ملی۔تائیوان، سنگاپور، ملائشیا، کوریا کے علاوہ کئی دیگر ممالک نہ کرکٹ کھیلتے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کھیل میں عالمی چیمپیئن ہیں لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تمام ممالک ہم سے زیادہ خوشحال ہیں۔

ان گذارشات سے مقصود یہ نہیں کہ کھیلوں پر سرے سے توجہ ہی بند کردی جائے یا ان میں کامیابی کیلئے کوشش نہ کی جائے یا ان میں کامیابی پر جائز حد تک اظہار مسرت نہ کیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ کھیل کے میدان میں توازن اور اعتدال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔اہم قومی مسائل، جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے کے فوری حل کیلئے اپنی تمام تر فکری توانائیاں اور مادی وسائل بروئے کار لانے کی بجائے بے فائدہ کھیل تماشے کو اس قدر اہمیت دے دینا شریعت کے علاوہ دنیوی اور عقلی اعتبار سے بھی کسی طرح جائز اور مستحسن نہیں۔

(حافظ محمد سعد اللہ)

مدیر مسؤل